AHMADYYA MOVEMENT BRITISH-JEWISH CONNECETIONS

احرار کانفرنس قادیان ۱۹۳۴ء

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی تعلقات" کا ترجمہ

احرار رہنما قادیانیت کی روک تھام کئے بغیر رہ نہیں سکتے تھے۔ جولائی ۱۹۳۵ء میں انہوں نے (قادیانی) مخالفت کا ایک نیا منصوبہ تیار کیا۔ اور اپنے ایک کارکن محمد حنیف عرف حنیفا کو (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود کے چھوٹے بھائی مرزا شریف قادیانی پر حملہ کرنے اور مرزا جی کو برسر عام رسوا کرنے کے لئے آمادہ کر لیا۔ احرار کا یہ داؤ کامیاب رہا۔ اور محمد حنیف نے دن دیہاڑے قادیان شہر کے بھرے بازار میں مرزا شریف قادیانی کی ہاکی سے پٹائی کر دی اور وہ سرعام رسوا ہو کر اپنی عزت گنوا بیٹھے۔ احرار کارکن کے اس جرأت مندانہ فعل پر قادیانیوں میں ایک شدید ردِّ عمل پیدا ہوا۔ اس سانحے پر قادیانیوں کی طرف سے غصے اور ناراضی کے ڈھیروں ریزولیشن پاس کئے گئے۔ پنجاب سرکار کی قابلِ رحم انتظامی صلاحیتوں کو بیان کرنے کے لئے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی اپنی والدہ کو وائسرائے کے محل میں اپنے ساتھ لے گیا۔ ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے سیالکوٹ میں جب اپنا سب سے پہلا دورہ کیا تھا تو ظفر اللہ قادیانی کی والدہ وہ پہلی خاتون تھی جو مرزا جی کی نبوت (کاذبہ) پر ایمان لائی تھی۔ مذکورہ (اپنے روحانی پیشوا) مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد سے محبت کرنے کی دعویدار تھی۔ وائسرائے ہند اور ان کی بیگم کے ساتھ ملاقات کے دوران ظفر اللہ قادیانی کی والدہ نے نوحہ خوانی کی اور کہا "میں احمدیہ (قادیانیہ) جماعت سے تعلق رکھتی ہوں۔ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اس جماعت کے بانی تھے۔ مسیح موعود (مرزائے قادیان) نے ہمیں برطانیہ کے ساتھ عشق و محبت کی تعلیم دی تھی اور نصیحت کی تھی کہ وہ انگریزی اقتدار کی بقا کی خاطر دعائیں مانگا کریں۔ کیونکہ گوری سرکار نے ہمیں (یعنی قادیانیوں کو) مذہبی آزادی عطاء فرمائی تھی میں ہمیشہ برطانوی حکومت کی فلاح و بہبود کی خاطر دعائیں مانگتی ہوں۔ لیکن گزشتہ دو سالوں سے پنجاب سرکار نے ہمارے ساتھ ہماری جماعت کے ساتھ اور ہمارے امام کے ساتھ ایسا غیر منصفانہ رویہ اپنا رکھا ہے اور ہماری جماعت اس قدر مصائب برداشت کر رہی ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ہدایات کے مطابق انگریزی حکومت کے لئے دعائیں مانگنے کی پابند ہونے کے باوجود، میری ساری دعائیں، جوش و خروش، ذوق و شوق کے جذبات سے خالی از مفہوم بن کر رہ جاتی ہیں۔ آج کل ہم (قادیانی) دکھی ہیں۔ غم زدہ ہیں۔ کچھ دن ہوئے کہ ایک خانہ بدوش احراری غنڈے نے ہمارے امام (مرزا محمود) کے چھوٹے بھائی پر حملہ کر دیا۔ وائسرائے نے ظفر اللہ خان (قادیانی) کی والدہ کو جواب دیتے ہوئے بتایا کہ یہ معاملہ گورنر پنجاب کے عدالتی دائرۂ اختیار میں شمار ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ اس معاملے کو سلجھانے کے بارے میں لارڈ ولنگڈن کوئی جواب دیں۔ بیگم ولنگڈن ہوپلی نے وعدہ کر لیا کہ وہ گورنر پنجاب کو

اس امر کی ترغیب دینے کے قابل ہیں وہ گورنر پنجاب مسٹر ایمرسن کو ہدایات جاری کر دیں گی کہ وہ برطانیہ دشمن تنظیم اور احمدی (قادیانی) دشمن کے ساتھ یکساں سخت رویہ اختیار نہ کریں (۱) (کتاب Servant of God از ظفر اللہ خان، ص ۹۳) ظفر اللہ خان (قادیانی) کا کہنا ہے کہ بیگم ولنگڈن نے اپنے خاوند کو اس قسم کے معقول اور قابلِ توجہ انداز گفتگو سے کافی متاثر کیا۔ بیگم ولنگڈن، چودھری جی اور ان کی والدہ کے ساتھ یکساں طور پر مہربان تھیں۔ لارڈ موصوف کے وثیقہ پا جانے کے بعد بھی چودھری ظفر اللہ خان کے ساتھ عرصہ دراز تک ان کے دوستانہ مراسم برقرار رہے (کتاب ایضاً از ظفر اللہ خان ص ۹۳)

دلچسپ اور نوٹ کر لینے کے قابل امر یہ ہے کہ لارڈ ولنگڈن کی ساری کامیابیوں میں ان کی بیگم (کی ادائیں للمترجم) کارفرما تھیں۔ وہ اس قدر ذہین تھیں کہ جھوٹے سہاروں کے ذریعہ عوام کو متاثر کر لینے میں اپنے خاوند پر سبقت حاصل کر لیتیں۔ بیگم صاحبہ نے ایک دفعہ خود تسلیم کیا کہ کسی بھی شخص سے پہلی ملاقات میں وہ اس حد تک محتاط رہتی ہیں کہ جب تک ان کے منصوبے کے مطابق اس ملاقات کے صحیح رہنے کا انہیں یقین نہ آجائے اور وہ کسی شک میں مبتلا رہیں اس وقت تک وہ کسی کو ملاقات کے قابل نہیں سمجھتیں۔ (کتاب وائسرائے آف انڈیا ص ۲۶۴ تصنیف (MarkBence مسٹر جوبز کا کہنا ہے کہ بیگم ولنگڈن کی صلاحیتوں کے اعتراف کے باوجود بہت سے لوگ محترمہ موصوفہ کے شاہانہ طرز، اوچھے پن اور بازاری رویے کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ وائسرائے کی ایک ڈنر پارٹی میں ایک سینئر آفیشل کو بھی اسی قسم کے رویے سے دوچار ہونا پڑا۔ جب وائسرائن صاحبہ ڈائننگ روم کو چھوڑ دینے کی خاطر اٹھ کھڑی ہوئیں تو اس آفیسر نے اپنا رومال فضا میں پھینکا اور زور سے چلایا..... "ہوپی"۔ تو اس افسر کو یہ سزا دی گئی کہ وہ عہدے پر فائز کرنے کی تقریب کی فرمائش نہیں کر سکتا۔ یہ قدغن CIE کے عہدے کے حصول کی فرمائش پر تھی۔ بعد میں اسے اس عہدے کا حکم نامہ ایک چپڑاسی کے ہاتھوں بھیج دیا گیا تھا۔ (کتاب ایضاً)

برطانیہ اس امر سے خوفزدہ ہو گیا تھا کہ احرار اسلام کے کارکن جو اس کے لئے ایک خطرہ تھے اب بڑی مضبوطی سے اکثریت حاصل کر رہے تھے۔ انگریز نے انتہائی عیاری کے ساتھ قادیان کی اندرونی سرگرمیوں کی تفتیش شروع کر دی۔ پھر قادیانیوں اور احرار کے درمیان کھچاؤ اور تناؤ کی کیفیت پیدا کر دی۔ جب پنجاب کی دستور ساز اسمبلی کے انتخابات میں قادیانیوں نے اپنے نمائندے پیش کئے تو قادیانیوں کا سیاست میں کھلم کھلا ملوث ہونا کھلے عام ظاہر ہو گیا۔ پنجاب اسمبلی کے انتخابات میں قادیانیوں کی کھلی کھلی شرکت ان سیاسی سرگرمیوں کی ایک واضح اور مشتعل جوابی کارروائی تھی۔ جو مجلس احرار اسلام نے شروع کر رکھی تھی جنوری ۱۹۳۵ء کے پہلے پندرھواڑے میں پیدا ہونے والے پنجاب کے حالات کی خفیہ تحقیقاتی رپورٹ H/D,No.7-178/134) بہ حوالہ لیون)

لندن میں قادیانیوں کی بد باطن اور کینہ پرور مہم نے الجھاؤ پیدا کر دیا۔ سر ایمرسن گورنر پنجاب نے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی کو ترغیب دی کہ وہ پنجاب سرکار اور (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود قادیانی

کے مابین جو غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں ان غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے خود اپنی (قادیانی) جماعت اور برطانوی حکومت کے ساتھ ایک مضبوط رابطہ قائم کریں۔ فریقین کے مابین گزشتہ تعلقات بحال کرنے میں چودھری جی نے کامیابی حاصل کرلی تھی۔ اس کے باوجود بقول چودھری ظفر اللہ خاں گورنر پنجاب کا ذہن ابھی صاف نہیں ہوسکا تھا (کتاب Servant Of God چودھری ظفر اللہ خان ص ۷۳) پنجاب سرکار کی طرف سے ایک سخت گیر دباؤ موجود تھا تاہم احرار رہنماؤں نے اشتعال اور غصے کے ایک دوسرے مقابلے کا منصوبہ قادیان کے لئے تیار کرلیا۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ مسجد شہید گنج کے حادثے نے قادیانیوں کے حق میں فضا کو تدریجاً ہموار کر کے پانسے کو پلٹ دیا۔ شہید گنج کا یہ ایجی ٹیشن جو ۱۹۳۵ء میں پنجاب میں شروع ہو گیا تھا۔ احرار اس ایجی ٹیشن میں حصہ لینا نہیں چاہتے تھے۔ مجلس احرار کی قیادت کو بدنام کرنے اور اسے تنقید کا نشانہ بنانے کےلئے (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود نے سانحہ شہید گنج استعمال کیا۔ مرزا محمود قادیانی نے احرار رہنماؤں کی کردار کشی کے لئے بے تحاشا رقم خرچ کی۔ ستمبر ۱۹۳۵ء میں قادیانیوں نے مباہلہ کا ایک چیلنج بھی احرار کو دے دیا جو مجلسِ احرار کی طرف سے بخوشی قبول کرلیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں دھوکے بازی سے مباہلے کے اس چیلنج کو دوبارہ دھرایا گیا۔ اس چیلنج سے پوپ پال قادیان کو یہ دیکھنا مقصود تھا کہ مسلمانوں کی ہمدردیاں کس حد تک اس کے ساتھ ہیں۔ اور وہ اس کرتب سے مسلمانوں کے ردِ عمل کو بھی دیکھنا چاہتا تھا۔ خود اپنی مقبولیت کے طول و عرض کو اس پیمانے سے ماپنا اس کے پیش نظر تھا۔ خود اپنے یا مالی نقصان کو وسعت دیکر مرزا محمود نے احرار لیڈروں کے خلاف ایک بدباطن مہم چلائی۔ مجلس احرار اسلام کی شہرت کو داغدار کرنے کے لئے قادیانیوں نے احرار کے خلاف مجلس اتحاد ملت (مولانا ظفر علی خاں کی تحریک نیلی پوش) کے ساتھ بھرپور مالی تعاون کیا تاکہ تحریک نیلی پوش احرار کے خلاف اپنے مکروہ اور بیہودہ لٹریچر کو جاری رکھ سکے۔ ہر قسم کی عداوت اور مشکلات کے باوجود احرار رہنماؤں نے ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء کا دن مباہلے کے لئے مقرر کرلیا۔ اور اعلان کر دیا کہ "مباہلہ کانفرنس" کے نام پر قادیان میں ایک کانفرنس ہو گی جہاں وہ قصر خلافت کو ریزہ ریزہ کر کے زمین بوس کر دیں گے۔ درحقیقت احرار نے یہ سمجھ لیا تھا کہ مباہلہ کانفرنس کے نام پر قادیان میں ایک کانفرنس منعقد کرنے کا موقع حاصل کرلیں گے۔ اپنی آتش بیانی کے بل بوتے پر احرار عوامی ذہن کی تعمیر کرسکتے ہیں۔ مرزا محمود (پاپائے قادیان) احرار لیڈروں کی اس غرض و غایت سے بہ خوبی واقف تھا۔ وہ احرار کی طرف سے "مباہلہ کانفرنس" کے اعلان سے گھبرا اٹھا۔ اپنی حماقت سے اس چیلنج کو مبنی برصداقت سمجھتے ہوئے وہ حکومت پنجاب کے پاس جا پہنچا کہ مباہلہ کانفرنس کے عنوان سے کانفرنس کے انعقاد کو حکومت روکے اس پر قدغن عائد کرے، قادیانیوں کے ساتھ تعاون کرے۔ مرزا محمود جو یہ بھی جانتا تھا کہ مسجد شہید گنج تحریک سے علیحدگی کی بنا پر گو احرار عوام میں مقبول نہ رہے ہوں اس کے باوجود "مسئلہ ختم نبوت" پر احرار، اب بھی عوامی اذہان پر چھا جائیں گے۔ حکومت پنجاب نے قادیان اور اس کے قرب وجوار میں عوامی اجتماعات کو ممنوع قرار دے دیا۔ نماز جمعہ ادا کرنے پر بھی قدغن عائد کردی۔ احرار

رہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ نے حکومت کی اس پابندی کو ٹھکرا دیا۔ اسے توڑ ڈالا۔ چھ دسمبر ۱۹۳۵ء کو آپ حراست میں لے لئے گئے۔ آپ کے بعد احرار کے چار معروف علماء مولانا ابوالوفا شاہجہانپوری، محمد حسین صوفی، مولانا بشیر احمد اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمہم اللہ علیہم اجمعین قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جمعہ کے دن گرفتار کر لئے گئے۔ ۵ جنوری ۱۹۳۶ء کو پنجاب سرکار نے قادیان میں جمعہ کے اجتماعات پر پابندی ختم کر دی۔ مولانا لال حسین اختر علیہ الرحمہ نے قادیان میں جمعہ نماز کی امامت کی اور بڑے پیارے انداز میں قادیانی کفر پر ضربیں لگائیں۔

قادیان میں احرار کی کامیاب ترین کانفرنس

(امیر شریعت) سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ جو قادیان کی احرار کانفرنس کے صدر بھی تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں قادیانیت کو ننگا کر کے رکھ دیا۔ قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ انہوں نے کہا۔ قادیانی استعمار کے ایجنٹ ہیں۔ غیر ملکی طاقتوں کے دم کٹے کتے ہیں۔ اپنے سامراجی آقاؤں کے بوٹ چاٹنے والے ہیں۔ ظفر اللہ قادیانی کو، سر فضل حسین کی سفارش پر وائسرائے کی انتظامیہ کونسل کا رکن بنالینے کے خلاف ریزولیشن پاس کیا گیا (کتاب تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۳۰) روزنامہ زمیندار ''لاہور'' اور ''روزنامہ احسان'' لاہور کے خلاف سرکاری ایکشن کو ہدف تنقید بنایا گیا۔ مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے متحدہ امیدوار کے مقابلے میں (پنجاب اسمبلی کے الیکشن کے لئے) مسٹر کے ایل گابا کی حمایت کی گئی۔ قادیان شہر کے قریب مجلس احرار اسلام کی اس کامیاب ترین کانفرنس۔ اور حکومت پنجاب کی طرف سے (پاپائے قادیان) کے نام سرکاری نوٹس نے مرزا جی کی شان و شوکت اور اس کی عزت کو بری طرح متاثر کیا۔ انگریزی حکومت کے اس امتیازی سلوک پر مرزا جی نے واویلا مچا دیا۔ روئے پیٹے اور مرثیہ خوانی کی۔ (قادیان کے پوپ پال) مرزا محمود نے اپنے گورے آقا کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے۔ جمعہ کے ایک خطبے میں اپنے خاندان کی گزشتہ خدمات اور اپنی (قادیانی) جماعت کی خدمات کو گن گن کر، دوبارہ یاد دہانی کرائی۔ مرزا محمود قادیانی نے اپنے ایک خط میں سر فضل حسین سے تجاہل عارفانہ سے کام لیا کہ پوپ پال قادیان نے اپنے پیروکاروں کو قادیان شہر میں بلانے کے لئے خطوط ارسال کئے تھے۔ سر فضل حسین کے نام مرزا جی کا یہ خط ایک ڈھونگ تھا۔ اور اپنے آپ کو فخر رسل اور سچے اسلام کا ایک مصلح پیشوا کہلانے والے مرزا محمود کی ایک شرمناک اداکاری تھی۔ پنجاب کے چیف سیکرٹری مسٹر گاربٹ نے قادیان، شہر میں قادیانیوں کو ایک فقید المثال پوزیشن مل جانے کے باوجود مجلس احرار اسلام کی کانفرنس کی کامیابی کا تجزیہ کیا۔ جس کانفرنس میں احرار نے قابلِ توجہ افضلیت حاصل کر لی تھی۔ (گاربٹ کے خطوط ہولٹ کے نام ص ۵، لیور ۱۸۵)

احراریوں نے ۱۹۳۳ء میں قادیان کے اندر اپنا دفتر قائم کرنے کی، کوشش کی قادیانیوں نے اس عمارت کو اپنی ذاتی ملکیت ہونے کا دعویٰ کر کے اس عمارت کو زمین بوس کر دیا اور اس جگہ بیت الخلاء تعمیر کر دیئے۔ مزید ازیں قادیان میں رہنے والے مسلمانوں کی طرف سے حکومت کو یہ شکایات عام ملتی تھیں کہ قادیانی انہیں خوفزدہ کرتے اور ہراس میں مبتلا رکھتے ہیں۔ مسٹر گاربرٹ چیف سیکرٹری کی رائے کے مطابق احرار کانفرنس کی کامیابی و کامرانی کے اسباب میں قادیانیوں کے مسلمانوں پر اس قسم کے مظالم زدہ لوگوں کی ہمدردیاں شامل تھیں مسٹر گاربٹ کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے موصوف کے اس پیراگراف کو ایک کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ موصوف کا بیان ہے کہ:

قادیانیوں نے "تحریک کشمیر" میں حصہ لیا۔ قادیانیت کے سربراہ اور اس کے پیروکاروں نے سول نافرمانی کی تحریک کے علاوہ ہر قسم کی تخریب کار تحریکوں (کو کچلنے میں) حکومت کے بھرپور معاون رہے۔ قادیانیت کی اس سرکاری معاونت سے تصویر کا ایک دوسرا رخ لاا اینڈ آرڈر کو بحال کرنے کی شکل میں کھل کر نمودار ہو گیا (کتاب ایضاً) سر فضل حسین نے احمدیوں (قادیانیوں) کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے کے بارے میں ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو پنجاب کے گورنر سرایمرسن کے نام ایک خط لکھا۔ جس کے الفاظ تھے:

قادیانیوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا جائے سر فضل حسین کا خط گورنر پنجاب کے نام:

"آپ کے ساتھ ملاقات کے بعد، میں نے مرزا (محمود) صاحب کے کیس کے بیان کا مطالعہ کیا۔ اس وقت سے نئی صورت حال کے بارے میں مرزا جی کے سیکرٹری طرف سے دو یا تین بار، آگاہی حاصل کر چکا ہوں۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ دو مقاصد کی تکمیل کی خاطر موجودہ باہمی نزاع غیر موزوں ہے۔

اولاً: یہ کہ قادیانی جماعت کو یہ احساس دلایا جائے کہ قادیانی جماعت جارحیت کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور (لاشعوری طور پر) انہیں یہ بھی احساس دلایا جائے کہ وہ (قادیانی) صوبہ (پنجاب) میں اپنے آپ کو اکثریت کا خلاصہ سمجھنے لگ جائیں۔

ثانیاً: یہ کہ مجلس احرار اسلام کو ایک اولی العزم جماعت کی طرح طاقت حاصل کر لینے کی اجازت نہ دی جائے۔

دو ازلی قوتوں پر مبنی ثنویت کی پالیسی سے حسب ذیل نتائج برآمد ہوں گے (یعنی حکومت کو ان نتائج کی طرف دھکیل دے گی للمترجم)

قادیانیوں کو بزدل بنانے کی روش، اس صورت حال سے ہمارے (حکومت برطانیہ کے) دوست کمزور پڑ جائیں گے۔ اور مخالفین سبقت لے جانے کی نشوونما حاصل کر لیں گے۔ موزوں پالیسی یہ اختیار کی جائے کہ احراریوں کے ساتھ سخت رویہ اپنایا جائے۔

قادیانیوں کے ساتھ ایک موزوں وقفے کے بعد اس پالیسی کو اختیار کیا جائے کہ وہ (قادیانی) اپنے ساتھ رہنے والے پڑوسیوں کے ساتھ جارحانہ پھیلاؤ ترک کر دیں۔ دو مقاصد میں کامیابی اور وہ بھی ایک اڑان میں غیر محسوس

بھی ہوگی اور کامیاب بھی رہے گی۔ اس مسئلے پر بہ خوبی غور کر کے مذکورہ بالا حاصل کردہ نتائج کو ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ کیونکہ اس مسئلے پر عمل کرنا صرف آپ کے اختیار میں ہے (کتاب میاں فضل حسین کے خطوط ص ۳۸۵)

نیشنل لیگ قادیان کا قیام:

جنوری ۱۹۳۵ء کے آخری ہفتے میں مرزا محمود قادیانی نے (قادیانیت کے) ایک سیاسی دھڑے کا کھلم کھلا اعلان کیا۔ جس کا ہیڈ کوارٹر لاہور میں متعین کیا گیا۔ آل انڈیا نیشنل لیگ نام تجویز ہوا۔ بشیر احمد قادیانی ایڈووکیٹ اس کے صدر قرار پائے مذکورہ سیاسی دھڑے کے ساتھ ایک پیرا ملٹری گروپ بھی ملحق تھا۔ سر ظفر اللہ قادیانی کے بھائی عبداللہ خان قادیانی اس پیرا ملٹری پلٹن کے اولین کمانڈر قرار پائے۔ (تاریخ احمدیت جلد ہفتم ص ۵۲۲) نیشنل لیگ اور پیرا ملٹری گروپ دونوں کا مقصد غیر قانونی گروہ خصوصاً مجلس احرار اسلام کے بھاری بھرکم وزنی دباؤ کے پیش نظر قادیان شہر کی محافظت اور پشتیبانی اور پنجاب سرکار کو اپنی طاقت اور استحکام دکھانا مقصود تھا۔ احرار، قادیانی بالواسطہ تصادم سے بچنے کے لیے حکومت پنجاب نے قادیان اور اس کے گردو نواح میں دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی جس کے تحت عوامی جلسے جلوسوں پر پابندی نافذ کر دی گئی (پنجاب کے خفیہ حالات کی رپورٹ ارسال کردہ لیون ص ۱۸۴) قادیان کے جنگجو سورموں نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جے ایم ڈسری نگیش کے اس حکم نامے کو گورداس پور کی سیشن کورٹ میں چیلنج کر دیا (الفضل قادیان مطابق ۱۷ - ۲۸ فروری ۱۹۳۵ء) سیشن کورٹ نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے احکامات کو بحال رکھا۔ قادیانیوں کی طرف سے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی گئی۔ لیکن اس وقت ۳۰ مارچ ۱۹۳۵ء کے حکم نامے کی معیاد ختم ہو چکی تھی۔ (الفضل قادیان ۴ اپریل ۱۹۳۵ء) سر ظفر اللہ خان قادیانی، شیخ بشیر احمد قادیانی، مرزا عبداللہ قادیانی، چودھری اسد اللہ خان قادیانی اور فضل دین قادیانی۔ مذکورہ بالا مقدمے کی پیروی کرتے رہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے ایک حکم امتناعی مجلس احرار اسلام کے نام بھی جاری کیا گیا۔ جس کے مطابق وہ قادیان میں کوئی عوامی جلسہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہاں امن و امان کی خلاف ورزی اور دنگے فساد کا اندیشہ تھا (پنجاب گورنمنٹ سرکلر S.B.B C\347 مؤرخہ ۲ جولائی ۱۹۳۵ء) اس کے بعد قادیانی جھگڑا فساد کرنے اور کسی کو للکارنے کی ہمت ہار بیٹھے۔

مسٹر جی ڈی کھوسلہ کا فیصلہ:

سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی قادیان کانفرنس (۲۱ تا ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء) کی تقریر کی بنا پر اسپیشل مجسٹریٹ قادیان دیوان سکھانند نے آپ کو چھ ماہ کی سزا کا فیصلہ سنا دیا۔ سید علیہ الرحمہ سیشن جج

گورداسپور کے اسپیشل مجسٹریٹ مسٹر جی ڈی کھوسلہ کی عدالت میں اپنے مقدمے کو لے گئے۔ کھوسلہ نے سابقہ سزا کوتا برخواست عدالت کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ مذکورہ مجسٹریٹ نے احمدی (قادیانی) جماعت اور اس کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے بارے میں تلخ لیکن حقائق پر مبنی ریمارک دئیے۔ انہوں نے لکھا قادیانی حضرات اپنے دلائل اور مقاصد کو طاقت کے بل بوتے پر نافذ کرنے کی خاطر قانون کے برعکس ہتھیاروں سے کھیلتے ہیں۔ جو اونچے پیمانے پر بالعموم ناگوار اور تکلیف دہ ہوتے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو ان (قادیانیوں) کے ساتھ ملنے سے انکار کر دیتا ہے اسے نہ صرف بائیکاٹ اور برادری سے خارج کر دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ انہیں بدترین دھمکیوں سے خوفزدہ کیا جاتا ہے اکثر و بیشتر انہیں دین سے خارج کر کے مرتد قرار دے دیا جاتا ہے۔ قادیان میں اس مقصد کی خاطر، ایک رضا کار پلٹن قائم کر دی گئی ہے۔ غالباً یہ پلٹن انہی فتاویٰ پر عملدرآمد کرانے کا فریضہ سرانجام دیتی ہے۔ مسٹر کھوسلہ نے مزید لکھا۔

اپنے عقائد اور اپنی تنظیم کو بڑھانے کی خاطر، مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ مرید، اس قسم کے طریقے اور ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں جو عام طور پر قابل اعتراض اور غیر پسندیدہ ہوتے ہیں۔ جن لوگوں نے قادیانی راستہ (عقائد و احکامات) اختیار کرنے سے انکار کیا ان پر معاشرتی بائیکاٹ کے احکام نافذ کئے گئے۔ اپنے گاؤں اور برادری سے ان لوگوں کو زبردستی خارج کر دیا گیا۔ انہیں خوفناک طریقوں سے خوفزدہ کیا گیا۔ اور بھیانک انجام سے دوچار کیا گیا (کتاب فتح الحق از ایم اے فاروقی ص ۴۱) عدالت کو اس امر کے پختہ ثبوت مہیا ہوئے ہیں کہ قادیان شہر میں قادیانی دھرم کی خود ساختہ فوجداری اور دیوانی عدالتیں قائم ہیں۔ قادیانیوں کے پیراملٹری دستے مختلف العقیدہ لوگوں کی خاطر تعینات ہیں۔ قادیان شہر میں بسنے والے مختلف العقیدہ (یعنی غیر قادیانی) لوگوں کو بزدل بنا دینے کے احکامات کی تعمیل قادیان کے پیراملٹری گروپ کے دستے بجا لاتے ہیں۔ بھگت سنگھ، غریب شاہ اور مستری عبدالکریم خوفناک طریقوں سے موت کے گھاٹ اتار دئیے گئے۔ مولوی عبدالکریم مقتول کے دوست محمد حسین کو قاضی محمد علی کے ساتھ قتل کرا دیا گیا۔ محمد امین (ایک بدنام قادیانی جاسوس جو وسط ایشیا میں کمیونسٹ روس کے خلاف جاسوسی کے فرائض سرانجام دیتا تھا) کو مرزائے قادیان (مرزا محمود) کے ایک مرید باصفا فتح محمد سیال نے کلہاڑیاں مار مار کر قتل کر دیا۔ قادیانی ریاست میں انتظامیہ بے یارومددگار تھی۔ قادیان ایک ایسی متوازی حکومت تھی جس میں میں ایک سپریم صدر کے تحت وزارت کی ایک کابینہ۔ انتظامیہ اور عدلیہ کے امور ان کے اپنے تھے (کتاب فتح الحق از ایم اے فاروقی ص ۴۱) مسٹر کھوسلہ نے قادیانیت اور اس کے بانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کا انتہائی موزوں طریقے سے اور صحیح تناظر پیش کیا۔ اس نے آخر میں لکھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک طاقتور قسم کی شراب پینے کے عادی تھے (ان کے پیروکاروں کے خطوط کے مطابق) اور جنسی حس کو تیز کرنے کے لئے (ادویات) استعمال کرتے تھے فیصلے کا متن کتاب کے آخر میں دے دیا گیا ہے۔

مسٹر کھوسلہ فیصلے کے بعض ریمارکس قلمزد کر دئیے گئے:

مسٹر کھوسلہ کے فیصلے نے قادیان اور قادیانیت کو ننگا کر کے رکھ دیا تھا۔ قادیانی اس فیصلے کو ہائی کورٹ میں لے گئے۔ جسٹس کولڈ اسٹریم نے مقدمے کو سنا۔ سرتیج بہادر سپرو قادیانیوں کی طرف سے وکیل تھے۔ (مزید وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو روزنامہ الفضل قادیان کے شمارہ جات ۲۵،۲۷،۲۹ مارچ ۱۹۳۵ء) ہندوستانی حکومت اور پنجاب سرکار کی اس مقدمے میں قادیانیوں کے ساتھ ہمدردیوں کی کھلی کھلی شہادتیں موجود ہیں۔ مسٹر جی ڈی کھوسلہ سیشن جج گورداس پور نے ملک معظم بہ نام احرار، رہنما السید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی اپیل میں پنجاب سرکار اور احمدیوں (قادیانیوں) نے جو پٹیشن دائر کی تھی کہ مسٹر کھوسلہ نے اپنے فیصلے میں تو ریمارک دئیے ہیں زیر دفعہ 562 A.of CPC) ان کو کالعدم قرار دے دیا جائے۔ ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے قادیان کے بارے میں دئیے تھے۔
۱۱ نومبر ۱۹۳۵ء کو جسٹس کولڈ اسٹریم نے مزکورہ بالا مقدمے کو بدل کر رکھ دیا۔ (ماھنامہ ریویو آف ریلجین قادیان شمارہ دسمبر ۱۹۳۵ء) ۱۰ ستمبر کو لاہور میں جسٹس صاحب کے ریمارکس پر ۳۶ نکات پر مشتمل اعتراضات داخل کئے گئے۔ اس عمل کے ایک ماہ بعد پنجاب سرکار نے اپنی پٹیشن میں مسٹر کھوسلہ کے بیانات کو منسوخ کر دینے پر عدالت عظمیٰ کو مجبور کر دیا۔ مسٹر جسٹس کولڈ اسٹریم نے اس کی زبان کو مبالغہ آمیز کہا۔ اور قادیانیوں کے تذکرے کو ایک نوساختہ مذہب کہنے کا خاکہ اڑا دیا۔ ایسے واقعات جن کا مقدمے کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جسٹس موصوف نے ان کلمات پر مشتمل حصے کو حذف کر دیا۔ تاہم موصوف نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ

اگرچہ قادیانی خارجی تنقید سے غافل اور اپنے خانگی قصبے میں محفوظ تھے۔ اپنے انہی حالات کے اندر رہتے ہوئے پھل پھول رہے تھے ان کی اس باحفاظت پوزیشن نے قادیانیوں کے اندر تکبر کو جنم دیا۔ خود پسندی، رعونت اور گستاخیوں کی اچھی خاصی مقدار ان قادیانیوں کے اندر پیدا ہو چکی تھی۔

(بقیہ از ص ۴۴)

★ زرداری کرپشن کے کنگ ہیں (عمران خان)
مجھے اور آصف زرداری کو پیسے سے کوئی محبت نہیں (بے نظیر)
★ آصف زرداری نے مونچھیں منڈوا دیں (ایک خبر)

تہذیب مغربی کی ڈاڑھی ہے نہ مونچھ
صورت یہ کہہ رہی ہے کہ نر ہوں نہ مادہ